حج و عمرہ

کے چند ضروری مسائل

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

☆ دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

☆ دارالافتاء والتحقیق چوبرجی پارک لاہور

شائع کردہ

دارالافتاء والتحقیق

دارالتقوی ٹرسٹ جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

عرض مؤلف

بسم اللّٰہ نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

یہ چند مسائل ہیں جن میں سے بہت سے جدید ہیں اور ان کے بارے میں ہر شخص جاننا چاہتا ہے۔ دارالتقوی ٹرسٹ والوں کی توجہ اس کتابچہ کی فوری تصنیف وطبع کا باعث بنی۔ حج وعمرہ پر جانے والوں کے لئے یہ کتابچہ فائدے سے خالی نہیں لیکن ذمہ دار قسم کے لوگ مثلاً علماء اور حج گروپ کے لیڈر حضرات اس کتابچہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس طرح سے کہ اس عجالہ نافعہ سے علی وجہ البصیرت خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر نافع خلائق بنا دیں۔

آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

رجب 1427ھ   عبدالواحد

دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

دارالافتاء والتحقیق چوبرجی پارک لاہور

آپ کی خدمت میں یہ کتاب

”ام اقبال ٹرسٹ لاہور“

کی جانب سے ہدیہ ہے

فہرست مضامین

حج کے فرض ہونے کی شرائط

حج کی استطاعت ہونا

دیگر شرائط کے علاوہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے پاس نہیں رہتے ان پر حج فرض ہونے کے لئے استطاعت یعنی آنے جانے کا کرایہ اور حج کے دیگر اخراجات کے لئے سرمایہ ہونا چاہیے۔

یہ سرمایہ گھر والوں کی اتنے عرصہ کی ضروریات کے علاوہ ہونا چاہیے۔ دکاندار کے لئے اتنا سرمایہ جس سے وہ واپس آ کر اپنا کام چلا سکے اور کاشتکار کے لئے ہل، بیل یا ٹریکٹر وغیرہ بھی حج کے خرچہ کے علاوہ ہونا چاہیے۔ غرض ہر پیشہ والے کا یہی حکم ہے کہ اس کے پیشے کا ضروری سامان ضروریات میں سے شمار ہوگا جس کو چھوڑ کر حج کا خرچہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے دوسرے کو مال ہدیہ کرتا ہے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں خواہ ہدیہ دینے والا اجنبی شخص ہو یا اپنا رشتہ دار اور ماں باپ بیٹا وغیرہ ہو۔ اور اگر ہدیہ قبول کر لیا تو حج فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: رہنے کا مکان آدمی کی بنیادی ضرورت ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لہٰذا حج کے اخراجات اس کو چھوڑ کر دیکھے جائیں گے۔اس سے یہ تین مسئلے نکلتے ہیں:

i- کسی کے پاس ایک مکان ہے لیکن وہ اتنا بڑا ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ رہنے کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور باقی کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کو بیچنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

ii- ایک شخص کے پاس ایک مکان ہے کہ اس کو بیچ کر حج بھی کر سکتا ہے اور گزارے کے لائق چھوٹا مکان بھی خرید سکتا ہے تو اس کو بیچنا ضروری نہیں لیکن اگر بیچ کر حج کرے تو افضل ہے۔

iii- کسی کے پاس رہائشی مکان کے علاوہ ایک اور مکان فالتو ہے جس کے کرایہ کا بھی محتاج نہیں ہے اور اس کی اتنی مالیت ہے کہ اس کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس اتنی مزروعہ زمین ہو کہ اگر تھوڑی سی اس میں سے فروخت کر دے تو اس کے حج کا خرچہ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچہ نکل آئے گا اور باقی زمین اتنی بچ جائے گی کہ واپس آ کر اس سے گزر کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے۔اور اگر فروخت کرنے کے بعد گزر کے لائق نہیں بچتی تو حج فرض نہیں۔

حج کے خرچہ کے روپیہ کے موجود ہونے کا وقت

یہ وہ وقت ہے جب حج کے لئے روپیہ جمع کرایا جاتا ہے۔ اس وقت اگر روپیہ پہلے سے موجود ہے یا اس زمانہ میں مل گیا یا اس وقت سے لے کر حج کی آخری سکیم نکلنے تک یعنی ذی قعدہ کے آخر تک اگر مال مل جائے۔ تو حج فرض ہو گیا۔ اگر اس سال قرعہ اندازی میں نام نہ نکلا تو حج کی فرضیت ختم نہ ہوگی آئندہ سال کوشش کرے۔

حج کے پیسے جمع کرانے کے زمانے میں کسی کے پاس حج کے خرچہ کے برابر یا زائد رقم موجود ہے لیکن اس نے وہ رقم نکاح کرنے کے لئے یا مکان خریدنے کے لئے رکھی ہوئی ہے تو اس پر اس رقم کی وجہ سے حج فرض ہو گیا۔ ہاں اگر ابھی حج کے پیسے جمع کرانے کا وقت نہیں آیا اور آدمی نے جمع شدہ رقم سے مکان خرید لیا یا نکاح کر لیا اور حج کے پیسے جمع کرانے کا وقت آیا تو اس کے پاس حج کا خرچہ نہ تھا تو حج فرض نہیں ہوا۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا مال موجود تھا کہ اس پر حج فرض ہو گیا لیکن اس نے حج نہیں کیا اور پھر فقیر ہو گیا تو اس کے ذمہ حج باقی رہے گا اس کو حج کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس کچھ مال تھا اس سے اس نے عمرہ کر لیا۔ پھر اتنا

مال نہیں بچا کہ جس میں سے حج کے اخراجات نکل سکیں تو اس پر حج فرض نہیں۔

جو رمضان میں عمرہ کے لئے گیا اور شوال کا چاند مکہ مکرمہ میں ہو گیا کیا اس پر حج فرض ہو گیا؟

چونکہ پہلی شوال سے حج کا موسم شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس شخص کا اب موجودہ سرمایہ دیکھا جائے گا۔

i- اگر اس کے پاس اتنا سرمایہ ہے خواہ وہ اس کے گھر میں ہی ہو کہ وہ مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے حج تک کے اور حج کے اخراجات نکال سکتا ہے اور واپسی تک گھر والوں کے اخراجات بھی دے سکتا ہے تب تو اگر اس نے پہلے حج نہ کیا ہو تو اس پر حج فرض ہو گیا۔ اگر ہو سکے تو اسی سال حج کر کے واپس گھر جائے۔ اور اگر حکومتی پابندیوں کی وجہ سے اس سال نہ کر سکے تو آئندہ حج کرنے کی کوشش کرے۔

ii- اور اگر اس کے پاس اتنا سرمایہ نہیں جس میں سے یہ اخراجات نکال سکے تو مکہ مکرمہ میں شوال کے چاند کو دیکھنے سننے کے باوجود اس پر حج فرض نہیں ہو گا۔

وجوب ادا کی شرائط

حج فرض ہو جانے کے باوجود بعض اعذار کے ہوتے ہوئے ادائیگی ابھی

فرض نہیں ہوتی بلکہ اعذار کے دور ہونے کے بعد ہوتی ہے مثلاً:

عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروری ہے

عورت خواہ بوڑھی ہو یا جوان اس کے حج کرنے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا یا شوہر کا ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی محرم موجود نہ ہو یا ہے تو سہی لیکن وہ ساتھ جانے کو تیار نہیں، اسی طرح شوہر بھی ساتھ جانے کو تیار نہیں تو عورت پر ابھی حج کی ادائیگی فرض نہیں۔ جب محرم یا شوہر جانے کو تیار ہو تب جائے۔ اور عورت پر لازم ہے کہ وصیت کر دے کہ اگر وہ اپنی زندگی میں حج نہ کر سکے تو اس کے ترکہ میں سے اس کی طرف سے حج بدل کرا دیا جائے۔ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لَا تُسَافِرُ اِمْرَأَۃٌ ثَلَاثًا اِلَّا وَ مَعَهَا مَحْرَمٌ زاد مسلم فی روایة اَوْ زَوْجٌ (بخاری و مسلم)** یعنی کوئی عورت تین دن (یعنی 77 کلومیٹر) کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر ہو۔

تنبیہ: کوئی یہ خیال کرے کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ بوڑھی عورت کے لئے سفر میں محرم کی شرط میں رعایت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بہر حال گنجائش ضرور ہے۔ اور انہوں نے اس حوالہ کو دلیل بنایا:

فی الدر المختار اما العجوز التی لا تشتھی فلا باس بمصافحتھا و مس یدھا اذا امن و متی جاز المسح جاز سفرہ بھا و یخلو اذا امن علیه و علیھا والا لا اہ (امداد الفتاویٰ ص 201 ج 4)

چونکہ حج وعمرہ پر محرم کے بغیر جانے کی ممانعت اسی وجہ سے ہے کہ بغیر محرم کے سفر منع ہے تو جب مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے مطابق بوڑھی عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر جائز ہے تو حج کا سفر بھی جائز ہوا۔

اس بات کا جواب یہ ہے کہ یہاں عام بوڑھی عورت مراد نہیں ہے بلکہ وہ بوڑھی کھوسٹ مراد ہے کہ جس میں کچھ رغبت نہ رہ گئی ہو تو اس سے مصافحہ جائز ہے اور اس کے بارے میں کہا کہ وہ اجنبی لوگوں کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔ بہت سی عورتیں بوڑھی ہوتی ہیں لیکن اتنی نہیں کہ ان میں رغبت بالکل ختم ہوگئی ہو۔لہٰذا بوڑھی عورتوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ بات مذکورہ بالا حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں جوان یا بوڑھی ہونے کی کوئی قید نہیں ہے۔

مسئلہ: عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی محرم کے بغیر جانا جائز نہیں ہے۔

عورت کا عدت میں نہ ہونا

اگر عورت عدت میں ہے تو ابھی اس کو حج کے لئے جانا جائز نہیں۔ عدت سے فارغ ہو کر جائے خواہ عدت موت کی ہو یا طلاق کی اور طلاق خواہ رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلظ ہو سب کا ایک ہی حکم ہے۔

و مع عدم عدة عليها مطلقا اية عدة كانت (اى سواء كانت عدة وفاة

او طلاق بائن او رجعی) والعبرۃ لوجوبھا ای المانعۃ من سفرھا وقت خروج اھل بلدھا. (درمختار و رد المحتار ص 159 ج 2)

مسئلہ: اگر سعودیہ پہنچ کر شوہر مر جائے تو عورت اپنے گروپ کے ساتھ رہتے ہوئے حج پورا کرے اور اگر گروپ مدینہ منورہ جائے تو وہاں بھی چلی جائے۔ لیکن پھر وہ اپنا وقت اپنے کمرے میں گزارے مسجد میں آنا جانا نہ کرے۔ اور اگر ایسا بندوبست ممکن ہو کہ جب تک گروپ مدینہ منورہ سے ہو کر واپس مکہ مکرمہ آئے یہ مکہ مکرمہ میں رہ سکے تو یہ مدینہ منورہ کا سفر نہ کرے اور اپنے گروپ کے ساتھ پاکستان کو واپسی کرے اور اگر شوہر یا محرم کی وفات مدینہ منورہ میں ہو جائے تو یہ گروپ کے ساتھ رہے اور اگر ابھی حج نہ کیا ہو تو حج پورا کرے۔ باقی وقت اپنے کمرے میں گزارے۔

میقات

میقات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا

1- کوئی بھی عاقل بالغ مسلمان جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو اور حج وغیرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ احرام باندھ کر میقات سے آگے جائے۔ اگر وہ میقات پر سے احرام کے بغیر گزرے تو گناہگار

ہوگا اور اس پر لازم ہے کہ وہ میقات کی طرف واپس جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر پھر آگے آئے۔ وہ اگر میقات پر لوٹ کر نہیں آیا اور میقات سے آگے احرام باندھ لیا تو ایک دم دینا واجب ہوگا اور اگر میقات پر واپس آ کر احرام باندھ لے تو دم ساقط ہو جائے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَالْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَ لِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهٗ مِنْ اَهْلِهٖ كَذَاكَ وَ كَذَاكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میقات قرار دیا اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو اور اہل شام کے لئے **جحفہ** کو اور اہل نجد کے لئے قرن منازل کو اور اہل یمن کے لئے یلملم کو۔ تو یہ مقام میقات ہیں یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی اور دوسرے علاقے والوں کے لئے بھی جو یہاں سے گزریں حج اور عمرہ کے لئے اور جو لوگ میقاتوں کے اندر (یعنی حل میں) رہتے ہیں ان کے احرام باندھنے کی جگہ ان کا گھر ہے اور ایسے ہی جو اور اندر کے ہیں یہاں تک کہ مکہ (یعنی حرم) والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

مسئلہ: مثلاً ایک شخص عمرہ یا حج یا کسی بھی غرض سے مکہ مکرمہ جا رہا ہے۔

پاکستان سے وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ جدہ پہنچا۔ جدہ سے کچھ دور پہلے یلملم کا مقام آتا ہے جو پاکستان والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ شخص احرام باندھے بغیر جدہ پہنچ گیا اور جدہ پہنچ کر احرام باندھا اور سیدھا مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو اس پر میقات سے احرام کے بغیر گزرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: جو لوگ پاکستان سے جدہ جاکر پہلے مدینہ منورہ جاتے ہیں پھر وہاں سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں تو ان کے لئے یلملم سے احرام باندھنا ضروری نہیں بلکہ وہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ذوالحلیفہ پر احرام باندھیں گے۔

عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ اَنَّهٗ رَأَی ابْنَ عَبَّاسٍ یَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ الْمِیْقَاتَ غَیْرَ مُحْرِمٍ. (مسند شافعی)

ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دیکھا کہ انہوں نے بغیر احرام کے میقات پار کرنے والوں کو واپس میقات کی طرف لوٹایا (تاکہ احرام باندھ کر میقات پار کریں)۔

میقات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنے والا کسی بھی میقات کی طرف واپس لوٹ سکتا ہے

جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرے اس پر یہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے بلکہ کسی بھی میقات پر جاکر احرام باندھ کر آ سکتا ہے۔

البتہ افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے پہلے گزرا تھا۔

میقات والے اور آفاقی کسی دنیوی غرض سے مکہ مکرمہ جا رہے ہوں اور حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہو تب بھی میقات سے احرام باندھ کر گزریں اور کم از کم عمرہ کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تُجَاوِزُوْا الْمِیْقَاتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ

(ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام کے بغیر میقات سے آگے مت بڑھو۔

اس حدیث میں احرام کے بغیر میقات سے تجاوز کرنے کی ممانعت کو حج و عمرہ کے ارادہ کے ساتھ مقید نہیں کیا بلکہ مطلق رکھا ہے اور مطلق پر عمل ممکن ہے لہٰذا پچھلی حدیث کے مقابلہ میں اس حدیث سے علیحدہ حکم حاصل ہوا ہے۔

نوٹ: جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کا ہر وقت کا میقات سے گزرنا مجبوری ہے مثلاً مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ٹیکسیاں اور بسیں چلانے والے ڈرائیور حضرات تو یہ لوگ مجبوری کی وجہ سے دوسرے ائمہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے احرام کی پابندی سے آزاد رہ سکتے ہیں۔

کسی کے راستہ میں آگے پیچھے دو میقاتیں ہوں تو پہلی سے

احرام باندھنا افضل ہے اور دوسری سے باندھنا جائز لیکن خلاف اولی ہے۔

اگر کسی کے راستے میں دو میقاتیں پڑتی ہیں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے۔ اگر دوسری میقات تک مؤخر کر دیا تو جائز ہے۔ مؤخر کرنے سے دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: مدینہ منورہ والے کو یا جو آفاقی شخص مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آ رہا ہو اس کے راستہ میں دو میقاتیں آتی ہیں پہلے ذوالحلیفہ اور پھر کچھ فاصلہ کے بعد دوسری جحفہ. اسے ذوالحلیفہ یعنی بیر علی سے احرام باندھنا چاہئے۔ جحفہ تک بلا احرام آنا اور پھر یہاں سے احرام باندھنا مکروہ ہے۔

عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَمْتِعَ بِثِيَابِهٖ اِلَى الْجُحْفَةِ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا محمد)

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے مدینہ والو تمہاری میقات ذوالحلیفہ ہے اور تم کو یہاں سے احرام باندھنا افضل ہے۔ لیکن) اگر تم میں سے کوئی چاہے کہ وہ جحفہ تک اپنے کپڑے پہنا رہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

اہل مکہ اور ان کے حکم میں ثابت لوگوں کے لئے حج و

عمرہ کی میقات

وہ آفاقی جو مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہوں وہ بھی اہل مکہ کی طرح شمار ہوں گے۔

مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کی میقات حرم ہے اور عمرہ کے لئے حل ہے جس کا ایک مقام تنعیم یا مسجد عائشہ ہے اور دوسرا مقام جعرانہ ہے اور تنعیم سے باندھنا افضل ہے۔اس میں عورت اور مرد کے درمیان کچھ فرق نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ...... فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِی النَّبِیُّ ﷺ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرْتُ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب (ہم حجۃ الوداع میں رسول ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچیں تو حیض کی وجہ سے میں عمرہ نہیں کرسکی۔ پھر جب) ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ مجھے تنعیم بھیجا اور میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا۔

طحاوی میں اسی حدیث کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی موجود ہے کہ **فَکَانَ اَدْنَانَا مِنَ الْحَرَمِ التَّنْعِیْمُ فَاعْتَمَرْتُ مِنْهُ** یعنی چونکہ حرم سے حل کا قریب ترین علاقہ تنعیم کا ہے اس لئے میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا۔مطلب یہ ہے کہ مکہ والوں کے لئے عمرہ کا احرام باندھنے کی جگہ پورا حل

ہے لیکن چونکہ نبی ﷺ محض ان کی خاطر انتظار فرما رہے تھے اس لئے تنعیم سے احرام کا باندھنا طے ہوا کیونکہ مکہ مکرمہ سے یہ حل کا قریب ترین علاقہ ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تنعیم سے جو عمرہ کا احرام باندھا تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ جگہ عورتوں کے لئے مخصوص ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ حل کی جگہ تھی اور مکہ مکرمہ سے قریب ترین تھی۔ اور اس بات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

پھر اس پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے کہ تنعیم سے مرد و عورت دونوں کے لئے عمرہ کا احرام باندھنا جائز ہے۔ اور صحابہ و تابعین سے اس پر عمل بھی ملتا ہے۔

1- جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کعبہ کو نیچے سے اوپر تک اندر باہر خوشبو لگائی، قباطی کپڑے کا نیا غلاف چڑھایا اور فرمایا ''جس شخص پر میری اطاعت ضروری ہے (یعنی جس نے میری بیعت کر رکھی ہے) وہ جائے اور تنعیم سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا عمرہ کرے۔ پھر جو شخص وسعت رکھتا ہے وہ اونٹ ذبح کرے اور جو اونٹ ذبح نہیں کر سکتا وہ بکری ذبح کرے۔'' پھر آپ پیدل چلے، لوگ بھی آپ کے ساتھ پیدل چلے حتیٰ کہ سب نے تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ (تاریخ مکہ ص 41۔ مطبوعہ دارالسلام)

2- مولانا سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فاکہی نے کتاب مکہ میں عبداللہ بن عثمان بن جشم کے واسطہ سے روایت کی کہ میں نے رمضان کی ستائیسویں رات کو (جلیل القدر تابعین) عطاء، مجاہد اور ابن کثیر اور بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ وہ تنعیم جا کر (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن) جمانہ کے خیمہ سے عمرہ کا احرام باندھتے تھے۔ (المرتضٰی ص 49)

احرام کی حقیقت اور اس کو کہاں سے باندھے

احرام کا معنی ہے حرام کرنا۔ آدمی جب حج یا عمرہ کی دل سے نیت پختہ کر کے تلبیہ یعنی لبیک پڑھتا ہے تو اس پر چند حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو لگانا، سلے ہوئے کپڑے پہننا، بند جوتی پہننا وغیرہ، اس وجہ سے نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کو احرام باندھنا کہتے ہیں۔ جیسے نماز میں پہلی تکبیر کہنے کو تحریمہ باندھنا کہتے ہیں اسی طرح نیت کر کے پہلی لبیک پڑھنے کو احرام باندھنا کہتے ہیں۔

احرام باندھنے سے مرد کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام ہو جاتا ہے اس لئے وہ دو چادریں باندھ لیتا ہے جو احرام کی چادریں کہلاتی ہیں۔

حج و عمرہ کرنے والے

i- چاہیں تو اپنے گھر سے احرام باندھ کر چلیں۔ یہ سب سے افضل ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ تَمَامِ الْحَجَّۃِ اَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَیْرَۃِ اَھْلِکَ. (بیھقی)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج کا کمال تو تب ہے جب تم اپنے گھر سے احرام باندھو۔

ii- اور چاہیں تو ہوائی اڈے سے باندھیں۔

iii- اور چاہیں تو جہاز میں بیٹھ کر باندھیں۔

iv- وہ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ نفل ہوائی اڈے پر پڑھ لیں اور احرام کی چادریں باندھ لیں لیکن تلبیہ پڑھے بغیر جہاز میں سوار ہو جائیں۔ پھر جہاز کے اڑ جانے کے بعد نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں یا جہاز جب میقات کے قریب پہنچے اور میقات آنے کا اعلان ہو اس وقت نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔ اس سے زیادہ تاخیر بالکل نہ کریں۔ تلبیہ پڑھنے سے پہلے وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوں گے تلبیہ پڑھنے کے بعد پابندیاں شروع ہو گی۔

احرام کا کپڑا سفید ہونا افضل ہے لیکن لازمی نہیں ہے کسی اور رنگ کا بھی ہو تو جائز ہے۔ اس لئے اگر کبھی احرام کی سفید چادر ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک ہونے اور سوکھنے تک کوئی اوڑھنے بچھانے والی رنگین یا پرنٹنڈ چادر باندھ سکتے ہیں۔

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے۔

پھر وہ احرام باندھنے کے بعد تک بھی لگی رہے تو کوئی حرج نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَ لِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَ بِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ مُحْرِمٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کی خاطر آپ کے احرام باندھنے سے پہلے عطر لگاتی تھی اور آپ کے احرام سے نکلنے کے بعد آپ کے بیت اللہ کے طواف زیارت کرنے سے پہلے آپ کے عطر لگاتی تھی ایسا عطر جس میں مشک ملی ہوتی تھی۔ اور وہ منظر ابھی تک میری نظروں میں ہے گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں جب کہ آپ احرام میں تھے عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسِّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ فَاِذَا عَرِقَتْ اِحْدَانَا سَالَ عَلٰى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَ لَا يَنْهَانَا. (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم یعنی رسول اللہ ﷺ کی ازواج آپ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف حج کے لئے نکلیں۔ ہم نے احرام باندھنے سے پہلے اپنی پیشانیوں پر خوشبودار چیز لگائی۔ جب ہم میں سے کسی کو پسینہ آتا تو

وہ خوشبو دار چیز پسینہ کے ساتھ بہہ کر اس کے چہرے پر آ جاتی۔ نبی ﷺ نے اس کو دیکھا لیکن آپ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

احرام میں عورت کو چہرے پر کپڑا لگانا منع ہے لیکن اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا بھی منع ہے

اس لئے کوئی چیز پیشانی کے اوپر یعنی پیشانی کے بالوں کی طرف ایسی طرح لگا کر کپڑا ڈال لے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔ آج کل ہیٹ والے نقاب یا ہیٹ والے احرام کے نام سے پورا سیٹ بازار سے مل جاتا ہے۔

اس بات کی دلیل یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ احرام والی عورت نقاب نہ لگائے (جو چہرے پر پڑا رہتا ہے)۔

اس کی وجہ بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بتائی کہ

اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَاسِهٖ وَ اِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِیْ وَجْهِهَا. (دار قطنی و بیہقی)

یعنی مرد کا احرام اس کے سر میں ہے اور عورت کا احرام اس کے چہرے میں

ہے (لہٰذا مرد اپنے سر پر کوئی کپڑا نہ رکھے اور عورت اپنے چہرے پر کوئی کپڑا نہ لگائے)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذَوْنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَا. (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں سفر میں تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گزرتے جب قافلے والے ہمارے سامنے آتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے اپنے چہرے پر (چہرہ سے کچھ دور رکھ کر) لٹکا لیتی تھی تاکہ ان کے سامنے ہمارا چہرہ نہ کھلے۔ پھر جب وہ ہم سے آگے بڑھ جاتے تو ہم (کسی کا سامنا نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے چہرے کھول لیتیں۔

نقاب چہرے کو بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے ایسی صورت ہے جیسے کوئی مرد حالت احرام میں اپنے سر سے کچھ اوپر چھتری تان لے۔ جیسے ننگے سر پر چھتری تان لینا درست ہے اور احرام کے منافی نہیں اسی طرح چہرے سے کچھ فاصلہ پر نقاب کو لٹکانا احرام کے منافی نہیں۔

احرام میں کیسی جوتی پہنے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَلْيُحْرِمْ اَحَدُكُمْ فِيْ اِزَارٍ وَ رِدَاءٍ

وَ نَعْلَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَ لْیَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر عمرہ یا حج کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ایک چادر اور ایک تہہ بند اور دو جوتیوں میں احرام باندھے اور اگر اس کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ چمڑے کے موزے پہن لے اور پشت پا کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے ان کو کاٹ لے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جوتیاں عام طور سے ایسی ہوتی تھیں جیسی آجکل کی قینچی چپل۔ ان چپلوں میں پشت پا کی ہڈی کھلی رہتی ہے اور پھر یہ فرما کر کہ اگر کسی کے پاس چپل نہ ہوں صرف چمڑے کے موزے ہی پہنے ہوئے ہو تو وہ ان کو پشت پا کی ہڈی کے نیچے نیچے سے کاٹ لے یہ بتا دیا کہ اصل چیز یہ ہے کہ پشت پا کی ہڈی بہرحال کھلی رہنی چاہئے خواہ کوئی جوتی پہنے ہوئے ہو یا چمڑے کا موزہ پہنے ہوئے ہو۔

اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ ایڑی کی طرف سے اور پیروں کی اطراف سے جوتی اوپر کہاں تک ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جوتی یا موزہ کو تمام جانبوں سے پشت پا کی ہڈی سے نیچے نیچے رہنا چاہئے۔ ایڑی کی طرف سے جوتی زیادہ اونچی ہو یہ بھی جائز

نہیں۔اس کے لئے جومحتاط اندازہ ہے وہ پاؤں کے انگوٹھے کا پچھلا ابھرا ہوا جوڑ ہے کہ اس کی اونچائی تک ایڑی سمیت ہر جانب سے پاؤں جوتی میں چھپا ہوسکتا ہے اس سے اوپر نہیں۔

والمكعب السرموزة و نحوها مما ينتهي الى الكعب يعنى و ان كان يستر العقب كالكوش الهندى و نحوه لان النص لم يوجب ان يبالغ فى قطع الخفين حتى يكونا كالسر موزة و هو البابوج بل اوجب قطعهما حتى يكونا اسفل من الكعبين سواء كانا كالسر موزة او كالكوش الهندى. و عن هذا فسر الشارح رحمه الله المكعب بالكوش الهندى ولم يلتفت الى انه يستر العقب. فما فى رد المحتار و الظاهر انه لا يجوز ستر العقب اه و يتفرع عليه عدم جواز لبس الكوش الهندى ونحوه مما يستر العقب ليس بظاهر. نعم لو كان الكوش الهندى يستر الكعب و ما فوقه مما يحاذى الكعب ينبغى ان لا يجوز لبسه لانه لم يكن اسفل من الكعبين فى كل جانب و هو الظاهر من النص و لعله حمل النص على قطع الخفين حتى يكونا كالنعلين من جانب المؤخر. (غنية الناسک ص 45)

احرام کے کچھ اور مسائل

1- تہہ بند کے اوپر کے کنارے کو موڑ کر اس کو سینا تا کہ اس میں ازار بند

ڈالے مکروہ ہے لیکن احرام ہو جاتا ہے کوئی تاوان نہیں آتا۔

2- تہہ بند میں روپیہ یا گھڑی رکھنے کے لئے جیب لگانا جائز ہے۔

3- تہہ بند کے سامنے کے دونوں کناروں کو آگے سے سینا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے ستر عورت کی حفاظت کی وجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

4- سر اور چہرے کے علاوہ باقی سب بدن کو ڈھانپنا، اور کان، گردن اور پیروں کو چادر یا رومال سے ڈھانپنا، اور جو داڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہو اس کو چھپانا جائز ہے۔ لہٰذا احرام کے دوران لحاف اور کمبل وغیرہ اوڑھ کر لیٹنا اور سونا جائز ہے لیکن سر اور چہرہ کھلا رہے۔

5- محرم کے لئے سر پر دیگ یا چارپائی یا گٹھری یا اٹیچی وغیرہ اٹھانا جائز ہے۔

6- ضرورت کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے اور غبار دور کرنے کے لئے خالص پانی سے خواہ وہ ٹھنڈا ہو یا گرم غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دور نہ کرے یعنی جسم کو صابن سے مل کر نہ دھوئے۔

نابالغ بچوں کے احرام کے مسائل

1- اگر نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھدار ہے تو وہ خود احرام باندھے اور اگر ناسمجھ اور چھوٹا ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے۔

2- سمجھدار بچہ خود طواف کرے اور جو چل نہ سکے ولی اس کو گود میں لے

کر طواف کرائے۔ یہی حکم وقوف عرفات اور سعی اور رمی کا ہے۔

3- ولی کو چاہئے کہ بچے کو احرام کے ممنوعات سے بچائے لیکن اگر بچے نے کوئی ممنوع کام کر لیا تو اس کی جزا واجب نہیں ہو گی نہ بچے پر اور نہ اس کے ولی پر۔

4- بچے کا احرام لازم نہیں ہوتا۔ اگر وہ حج وعمرہ کے تمام افعال کو یا بعض افعال چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزا اور قضا واجب نہیں ہوتی۔

عمرہ سے فارغ ہو کر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانے والے لوگ واپسی میں کیسا احرام باندھیں

ان لوگوں کے لئے تین طریقے ہیں۔ ان میں سے وہ جس پر چاہیں عمل کر سکتے ہیں۔

1- صرف حج کا احرام باندھیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان کا تمتع قائم ہے۔

2- صرف عمرہ کا احرام باندھیں کیونکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایسے لوگوں کے میقات کے باہر جانے سے ان کا تمتع باطل ہو جاتا ہے۔ اب اگر عمرہ کریں گے تو نئے سرے سے تمتع ہو گا۔

3- حج وعمرہ دونوں کا یعنی قران کا احرام باندھیں کیونکہ اگرچہ یہ لوگ اہل

مکہ کے حکم میں ہیں لیکن خود اہل مکہ حج کے مہینوں میں بھی اگر کسی اور کام سے میقات سے باہر جائیں اور واپسی میں تمتع یا قران کریں تو کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ میقات سے باہر صرف اسی غرض سے جائیں کہ قران کا احرام باندھ کر آئیں تو وہ جائز نہیں۔ اور حاجی جو مدینہ منورہ جاتے ہیں تو وہ نبی ﷺ کی زیارت اور مسجد نبوی میں نمازیں پڑھنے کی نیت سے جاتے ہیں محض قران کا احرام باندھنے نہیں جاتے۔

ما ذكره شيخنا من الثلاثة الاقوال و ما ذكره كثير من اهل المذهب من ان المكى و من فى حكمه منهى عن التمتع كما انه منهى عن القران ليس على اطلاقه بل هو مقيد بما اذا كان فى مكة او ما فى حكمها سواء قرن او تمتع منها او خرج الى الميقات لاجل القران او التمتع. و اما اذا خرج المكى و من فى معناه الى الآفاق لحاجة و لو فى الا شهر فانه يصير حكمه حكم اهل الآفاق فى الاحرام لانه صار ملحقا بهم فلا تكره له العمرة كمالا يكره له القران. (ارشاد السارى ص 183)

احرام کے ممنوعات کے ارتکاب میں ضابطہ

i- اگر ممنوعہ فعل کو بلا عذر کیا جائے اور کامل طور سے کیا جائے تو دم متعین ہے۔

ii- اگر بلا عذر کیا جائے اور ناقص طور سے کیا جائے تو صدقہ متعین ہے۔

iii- اگر عذر سے کیا جائے اور کامل طور سے کیا جائے تو دم یا روزہ یا صدقہ میں سے کسی ایک کی ادائیگی واجب ہے۔

iv- اگر عذر سے کیا جائے اور ناقص طور سے کیا جائے تو روزہ یا صدقہ میں سے کسی ایک کی ادائیگی واجب ہے۔

غرض احرام کے ممنوعات کو عذر سے بھی کیا جائے تب بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

خوشبو کا استعمال

خوشبو سے مراد ہر وہ چیز ہے کہ جس میں اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں۔

خوشبو کے استعمال پر جزا کے بارے میں ضابطہ یہ ہے:

i- کسی پورے بڑے عضو مثلاً سر، چہرہ، داڑھی، ہتھیلی، ہاتھ، ران اور پنڈلی وغیرہ پر خوشبو لگائی یا ایک بڑے عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہے۔

ii- کسی پورے چھوٹے عضو مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیرہ پر لگائی یا بڑے عضو کے پورے سے کم حصہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہے۔

تنبیہ: عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار اس وقت ہے جب خوشبو

تھوڑی ہو یعنی عرف و رواج میں اس کو تھوڑی سمجھا جاتا ہو اور اگر اتنی لگائی جو عرف و رواج میں زیادہ سمجھی جاتی ہو تو خواہ عضو چھوٹا ہو یا بڑا ہو ہر حال میں دم واجب ہو گا۔ اگر عرف و رواج نہ ہو تو دیکھنے والا یا لگانے والا اس کو زیادہ سمجھے تو زیادہ ہے اور تھوڑی سمجھے تو تھوڑی ہے۔

صابن کا استعمال

مسئلہ: اگرچہ احرام کے دوران صابن سے میل اتارنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے سادے بے خوشبو کے صابن سے سر دھویا یا جسم دھویا تو کچھ جزا نہیں آتی۔

مسئلہ: اور اگر خوشبو دار صابن مثلاً لکس وغیرہ استعمال کیا تو اس سے صدقہ واجب ہوتا ہے کیونکہ وہ خوشبو دار تو ہے لیکن خود خوشبو نہیں ہے۔ البتہ اگر خوشبو دار صابن کئی مرتبہ مل کر سر یا ہاتھ وغیرہ دھویا تو دم واجب ہو گا۔

ولوغسل راسه او يده باشنان فيه الطيب فان كان من رآه سماه اشنانا فعليه صدقة الا ان يغسل مرارا فدم. ولو غسل راسه بالحرض و الصابون لا رواية فيه وقالوا لا شئ فيه لانه ليس بطيب ولا يقتل كذا فى الغنية واللباب. قلت ولينظر حكم الصابون الذى يلين الشعر و يقتل الهوام و فيه الطيب الظاهر مما ذكر ان فيه صدقة ولم اره صريحا. (معلم الحجاج حاشيه ص 231)

سر اور چہرہ ڈھانپنے کی جزا

بہت مرتبہ مستقل عادت ہونے کی وجہ سے خصوصاً ٹھنڈے موسم میں بعض لوگ سوتے ہوئے کمبل یا چادر سے اپنا چہرہ اور سر بھی ڈھانپ لیتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کا نقاب ان کے چہرے سے لگتا رہتا ہے اور کہیں نیند آ گئی تو کبھی ان کے چہرے پر پڑا ہی رہتا ہے۔

اگر پورے بارہ گھنٹے یا اس سے زائد تک چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ یا اس سے زیادہ ڈھانپا تو ایک دم واجب ہوگا۔

اور اگر چوتھائی سے کم ڈھانپا خواہ بارہ گھنٹے سے زیادہ ہی ڈھانپا ہو یا چوتھائی یا اس سے زیادہ ڈھانپا لیکن بارہ گھنٹے سے کم ڈھانپا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مرد نے سر بھی ڈھانپا اور چہرہ بھی ڈھانپا تو یہ دو غلطیاں ہوئیں اور اس پر دو جرمانے عائد ہونگے۔

طواف کے دو مسئلے

1- بے ہوش کو سٹریچر پر یا معذور و مریض کو وھیل چیئر پر طواف کرایا اور کرانے والے نے ساتھ میں اپنے طواف کی بھی نیت کر لی تو دونوں کا طواف ہو جائے گا۔ البتہ معذور و مریض اپنے طواف کی خود نیت کرے اور بے ہوش کی طرف سے طواف کرانے والا نیت کرے۔ لیکن طواف کرانے والے نے اگر اپنا

طواف بھی ساتھ ہی کرنا ہوتو وہ اپنے طواف کی نیت کرنا نہ بھول جائے۔ بے ہوش اور معذور کا اور طواف ہومثلاً عمرہ کا طواف ہواور کرانے والے کا اور طواف ہومثلاً نفل طواف ہوتب بھی صحیح ہے مختلف ہونے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

2- طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کے سامنے استلام کے وقت منہ اور سینہ کرنا سنت ہے اور پھر ہر چکر کے شروع میں حجر اسود کی طرف استلام کے وقت منہ اور سینہ کرنا مستحب ہے۔ اس کے علاوہ باقی طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف سینہ اور منہ کر کے کھڑے ہونا یا اس حالت میں طواف کے قدم چلنا ناجائز ہے اور جتنے قدم چلا ہو پیچھے جا کر دوبارہ سے منہ سیدھا کر کے چلنا واجب ہے۔

رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب

خود رسول اللہ ﷺ نے یہ کام ترتیب سے کیئے تھے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى مِنٰى فَاَتَى الْجَمَرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَ نَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ...... (مسلم)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ آئے (پہلے) جمرہ (عقبہ) پر آئے اور اس کی رمی کی، پھر منی میں اپنی قیام گاہ پر آئے اور اونٹوں کا نحر کیا، پھر سر مونڈنے والے (جو اس موقع پر معمر بن عبداللہ ؓ تھے ان) سے فرمایا کہ لو (میرا سر مونڈ دو)۔

لیکن جن صحابہ نے آ کر بتایا کہ وہ غلطی سے ترتیب قائم نہ رکھ سکے اور ان تینوں اعمال کو آگے پیچھے کر بیٹھے تو ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قِیْلَ لَهٗ فِی الذِّبْحِ وَالْحَلْقِ وَ الرَّمْیِ وَ التَّقْدِیْمِ وَالتَّاخِیْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ذبح حلق اور رمی اور (ان میں) تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (ان کی تقدیم وتاخیر میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ حرج سے کیا مراد ہے؟ نبی ﷺ سے براہ راست اس بارے میں کچھ منقول نہیں ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو خود مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے والے ہیں ان کا فتویٰ یہ ملتا ہے کہ ان اعمال کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر کرنے والوں پر دم آئے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَیْئًا مِنْ حَجِّهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ فَلْیُهْرِقْ لِذٰلِکَ دَمًا. (ابن ابی شیبه وطحاوی).

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جس شخص نے اپنے حج کا کوئی فعل مقدم کیا یا مؤخر کیا تو وہ اس پر دم دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حرج سے یہ مراد نہیں کہ دم نہیں ہوگا بلکہ صرف یہ مراد

ہے کہ بھول چوک سے ایسا ہو جانے سے گناہ نہیں ہوگا۔

لہٰذا حاجیوں کو اس کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے حج کے ان اعمال میں ترتیب کو ضرور پیش نظر رکھیں اور اگر غلطی سے ترتیب کے مطابق نہ کیا تو ایک دم دے دیں۔

تنبیہ: اب چند سالوں سے سعودی حکومت کی جانب سے بڑے پیمانہ پر بینک کے ذریعہ قربانی کی تشہیر کی جاتی ہے۔ بینک کے ذریعہ قربانی کرنے میں ترتیب کو قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ اس لئے گروپ والے مل کر قربانی کا بندوبست کریں یا حاجی خود قربان گاہ جا کر قربانی کرے یا مکر مکرمہ کے مدرسہ صولتیہ والوں کے قربانی کے نظم میں شریک ہو جائے۔

اگر کسی نے حکومتی تشہیر سے متاثر ہو کر بینک سے قربانی کروالی ہو تو چونکہ دیگر ائمہ کے نزدیک ترتیب سنت ہے واجب نہیں اور ان کے نزدیک ترتیب کے خلاف کرنے سے دم واجب نہیں ہوتا لہٰذا موجودہ تشہیر کے حالات میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد لیکن قربانی سے پہلے سر منڈوا کر حاجی حلال ہو جائے تو اس پر دم واجب نہیں ہوگا لیکن جو استطاعت رکھتا ہو اس کو دم دینا افضل ہے۔

بال کٹوانے سے متعلق اہم مسلہ

مرد عمرہ سے فارغ ہو کر یا حج کی قربانی سے فارغ ہو کر سر منڈوائے۔ اور

اگر بال کتروائے یا عورت ان کاموں سے فارغ ہو کر بال کتروائے تو کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر ضرور کاٹے اور سر کے کم از کم چوتھائی بال اتنی مقدار میں ضرور کاٹے اگرچہ سنت یہ ہے کہ سر کے تمام بالوں کو اتنی مقدار میں کاٹے۔اگر کسی مرد یا عورت نے احرام سے نکلنے کے ارادے سے بال کتروائے لیکن اتنی مقدار میں نہیں کاٹے دوسروں کی دیکھا دیکھی بس چند ایک بال کاٹ لئے یا سر پر بال پورے سے چھوٹے تھے اور صرف مشین پھروائی یا سرے سے بال نہیں کٹوائے اور احرام کے منافی کام کئے مثلاً سلا ہوا لباس پہن لیا اور خوشبو لگائی اور ناخن کاٹے تو چونکہ احرام سے نکلنے کا مقصد تھا اس لئے صرف ایک دم لازم ہوگا اور سر کے بال بھی قاعدہ کے موافق مونڈائے یا کٹوائے۔

ان المحرم لو نوى الرفض ففعل كا لحلال على ظن خروجه من الاحرام بذلک لزمه دم واحد لجميع ما ارتكبه لا ستناد كل الى قصد واحد. (رد المحتار ص 254 ج 2)

حائضہ کے لئے حج وعمرہ کے احکام

1- جو عورت حیض میں ہو اس کے احرام باندھنے کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ غسل یا وضو کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر نیت کرے اور تلبیہ کہے البتہ احرام کے نفل نہ پڑھے۔

2- عورت کو حیض میں حج کے تمام افعال کرنا یعنی وقوف عرفہ، وقوف

مزدلفہ کرنا، کنکریاں مارنا وغیرہ جائز ہے۔ صرف طواف کرنا منع ہے۔

3- عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہیں۔ پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَرىٰ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ حِضْتُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ مَالَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِىْ مَا يَقْضِى الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِىْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِىْ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے چلے۔ جب ہم سرف (نامی مقام پر) پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گئے۔ (مجھے یہ ڈر ہوا کہ اس وجہ سے کہیں میرا حج نہ رہ جائے اس لئے مجھے رونا آیا) رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (پھر خود ہی اندازہ کر کے) کہا کیا تمہیں حیض آ گیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) پر مقرر فرمائی ہے (تو دل چھوٹا نہ کرو) جیسے حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو البتہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

مسئلہ: جو عورتیں ان دنوں میں حیض سے ہوں اور واپسی کا سفر درپیش ہو تو ان کو چاہیئے کہ وہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہو کر طواف نہ کر لیں

مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں۔

مسئلہ: اگر حکومتی پابندیوں کے باعث مجبوری ہو یا خاوند یا گروپ کی روانگی کی تاریخ تبدیل نہ ہوسکتی ہو اور مزید ٹھہرنا واقعی ممکن نہ ہو اور عورت حالت حیض ہی میں جا کر طواف زیارت کر لے تو اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا لیکن ایک تو اس کو توبہ واستغفار کرنا ہوگا دوسرے ایک اونٹ یا گائے کو حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔

مسلہ: اگر کوئی مرد یا عورت طواف زیارت کیئے بغیر واپس آجائے تو اس پر دو ذمہ داریاں ہیں:

i- اس کو جا کر طواف زیارت کرنا ہی ہوگا۔ اس کا کوئی بھی متبادل نہیں ہے۔

ii- جب تک وہ طواف زیارت نہ کر لے عورت شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی۔ اگر شوہر بیوی سے تعلق رکھے گا تو یہ گناہ کی بات ہو گی لیکن یہ زنا نہیں کہلائے گا کیونکہ بیوی کے ساتھ زنا نہیں ہوتا غیر عورت سے ہوتا ہے۔ اور مرد یا عورت جس نے بھی طواف زیارت چھوڑا ہوگا اس پر ہر جماع کے بدلے ایک دم واجب ہوگا۔

البتہ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اگر طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانے میں بڑا وقت لگے گا تو آئندہ جو جماع کرے وہ احرام چھوڑنے کی نیت سے کرے۔ اس سے اس مرتبہ ایک دم پڑے گا پھر آئندہ کے جماع سے دم نہ

پڑے گا۔

4- واپسی کے وقت حیض آ گیا اور عورت طواف وداع نہ کر سکی تو معافی ہے اور دم واجب نہ ہو گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ اِذَنْ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ طواف زیارت کرنے کے بعد (ام المومنین حضرت) صفیہ بنت حیی کو حیض شروع ہو گئے۔ کہتی ہیں میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا اب ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا (کہ وہ طواف زیارت کریں پھر ہم یہاں سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوں) میں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ طواف زیارت کر چکی ہیں اس کے بعد ان کو حیض شروع ہوئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا (خیر پھر کوئی بات نہیں) وہ اب (ہمارے ساتھ) واپس چلیں (طواف وداع کرنا ان پر حیض کی وجہ سے واجب نہیں)۔

5- عورت کا عمرہ کا پروگرام ہے لیکن ابھی احرام نہیں باندھا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو وہ نہا دھو کر احرام باندھ لے اور تلبیہ پڑھ لے البتہ احرام کے نفل

نہ پڑھے۔ پھر انتظار کرے یہاں تک کہ جب پاک ہو جائے تب عمرہ کرے۔ اگر احرام باندھ چکی تھی پھر حیض شروع ہوا اس وقت بھی یہ حکم ہے کہ وہ پاک ہونے کا انتظار کرے اور احرام کی پابندیوں کو پورا کرتی رہے۔ جب پاک ہو جائے تو نہا دھو کر عمرہ کرے۔

اگر قیام کے دن تھوڑے ہیں اور واپسی میں تاخیر نہیں کی جا سکتی تو اگر عورت حیض کی حالت ہی میں عمرہ کرے گی تو اس کا عمرہ ادا ہو جائے گا اور اس کو توبہ واستغفار بھی کرنا چاہیئے اور دم میں ایک بکری ذبح کرنا بھی واجب ہے۔

6- تمتع کرنے والی عورت کو جب عمرہ کے طواف سے پہلے حیض آ جائیں اور اسی دوران حج آ جائے تو وہ عمرہ کا احرام چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے پھر عمرہ حج سے فارغ ہونے کے بعد کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ...... فَقَدِمْتُ مَکَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَکَوْتُ ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ انْقُضِیْ رَاسَکِ وَامْتَشِطِیْ وَاَهِلِّیْ بِالْحَجِّ وَ دَعِی الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَیْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَکَانَ عُمْرَتِکِ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نکلے اور ہم نے عمرہ کا احرام باندھا...... میں مکہ (مکرمہ) پہنچی تو حیض شروع ہو چکے تھے اور میں نے (عمرہ کیلئے) بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا تھا اور صفا ومروہ کی سعی بھی نہیں کی تھی (کیونکہ وہ طواف کے بعد ہوتی ہے۔ جب حج کا وقت آیا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم (عمرہ کا احرام چھوڑ دو اور اس کے لئے) اپنے سر کے بال کھول لو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو ترک کر دو۔ کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا اور میں نے (وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر) عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (لو) یہ تمہارے اس عمرہ کی جگہ ہو گیا۔

گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں کی رمی کا وقت

آجکل سعودی حکومت اس بات کی خوب تشہیر کرتی ہے کہ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں کی رمی کا وقت صبح طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔ سعودی حکومت کی غرض انتظامی سہولت ہو گی لیکن سعودی حکومت کا اختیار کردہ یہ مسئلہ ہی غلط ہے۔ ان تین دنوں میں رمی کا وقت بالاتفاق سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا حاجیوں کو زوال سے پہلے رمی نہ کرنی چاہئے کہ یہ جائز نہیں۔ علامہ وھبہ زحیلی اپنی کتاب الفقہ الاسلامی وادلتہ میں لکھتے ہیں۔

رمی الجمرات الثلاث ایام التشریق بعد زوال الشمس فی کل یوم ای بعد الظهر بالاتفاق لقول ابن عباسؓ رمی رسول اللہ ﷺ الجمار حین زالت الشمس. فلا یجوز الرمی قبل الزوال. (ص 2255)

ایامِ تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں میں سے ہر دن کو تینوں جمرات کی رمی کا وقت سورج کے زوال کے بعد سے ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے جس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج کے زوال کے بعد رمی کی۔ لہٰذا زوال سے پہلے رمی جائز نہیں۔

دوسرے کی طرف سے رمی کرنا

قدرت ہونے کے باوجود اور عذر کے بغیر کسی دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں ہے۔ کوئی مریض ہو یا معذور ہو اور وہ حکم دے تو اس کی طرف سے دوسرا رمی کر سکتا ہے۔

رمی کے بارے میں وہ شخص خواہ مرد ہو یا عورت ہو مریض اور معذور سمجھا جائے گا جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا وہیل چیئر (Wheel chair) پر سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ اگر وہیل چیئر پر جمرات تک آ سکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔

ہاں اگر وہیل چیئر نہ ملے اور کوئی شخص ایسا بھی نہ ہو جو مریض کو کندھے پر

اٹھا کر لے جا سکے تو اب وہ معذور ہے اور دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

ہجوم کی وجہ سے کوئی اپنی عورت کی طرف سے بھی خود رمی کر آئے تو یہ جائز نہیں۔ عورت انتظار کرے جب ہجوم کچھ چھٹ جائے تب خود جا کر رمی کرے بلکہ عورت کا رات کو رمی کرنا جب کہ ہجوم نہ ہو افضل ہے اور اس کے حق میں مکروہ نہیں۔ یہی حکم ضعیف اور کمزور مردوں کا بھی ہے۔

نابینا ہونا بھی رمی میں نیابت کے لئے عذر نہیں۔ کسی ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر جا سکتا ہے اور بآسانی خود رمی کر سکتا ہے۔

حج کے واجبات اور ان کے ترک کرنے کی جزا

ا- حج کے مندرجہ ذیل چھ واجبات تو وہ ہیں جو بلاواسطہ ہیں:

1- وقوف مزدلفہ

2- رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا

3- قران اور تمتع کرنے والوں کو دم شکرانہ دینا۔

4- حلق یعنی سر کے بال مونڈوانا یا تقصیر یعنی ایک پورے کے بقدر بال کتروانا۔

5- صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

6- آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کو طواف وداع کرنا۔

II- حج کے کچھ واجبات وہ ہیں جو بالواسطہ ہیں مثلاً وہ حج کے فرائض کے واجبات ہیں یا حج کے واجبات کے واجبات اور شرائط ہیں جیسے:

1- طواف کے واجبات

i- حدث اصغر و اکبر دونوں سے پاک ہو۔

ii- ستر عورت ہو۔

iii- جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیادہ طواف کرنا۔

iv- طواف اس طرح سے کرنا کہ حجر اسود کے بعد بیت اللہ کا دروازہ آئے پھر حطیم آئے پھر رکن یمانی آئے۔

v- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔

vi- طواف کا دوگانہ ادا کرنا۔

2- سعی کے واجبات

i- سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

ii- پیدل کرنے پر قدرت ہو تو سعی پیدل کرنا۔

iii- سعی کے چار پھیرے فرض ہیں اور باقی تین واجب ہیں۔

3- نویں ذوالحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرنا اور وقوف کرنا۔

4- مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے۔

5- دسویں کی رمی اور قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب۔

6- طواف زیارت کو قربانی کے دنوں میں ادا کرنا۔

7- طواف وداع

یہ موٹے موٹے کل بیس واجبات ہیں۔ ترک پر جزا کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں۔

I- جن کے ترک پر دم کسی حال میں واجب نہیں ہوتا خواہ عذر سے ترک کیا ہو یا بلا عذر ترک کیا ہو۔

مذکورہ بیس میں سے یہ صرف طواف کا دوگانہ ہے۔

II- جن کو شرعی عذر سے ترک کیا ہو تو دم معاف ہوتا ہے اور اگر شرعی عذر کے بغیر کیا ہو تو دم واجب ہوتا ہے۔

شرعی عذر سے مراد وہ عذر ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لاحق ہوا۔ اگر مخلوق کی طرف سے لاحق ہوا ہو تو شرعی عذر نہیں ہے۔ یہ واجبات مندرجہ ذیل ہیں:

1- صفا اور مروہ کے درمیان سعی۔

اس کو مرض یا ساتھیوں کے روانہ ہونے کے عذر کی وجہ سے ترک کیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

2- طواف وسعی کو پیدل کرنا۔

بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے پیدل نہ کیا بلکہ وہیل چیئر پر کیا تو دم واجب نہ

ہوگا۔

3-وقوف مزدلفہ

ہجوم کی وجہ سے بوڑھے اور کمزور مردوں اور کمزور عورتوں کے وقوف مزدلفہ کوترک کرنے میں دم واجب نہیں۔

4-سر کے بال منڈانا یا کتروانا۔

سر میں تکلیف کی وجہ سے اگر سر منڈوایا یا بال کتروائے تو دم واجب نہ ہوگا۔

5-طواف زیارت کوقربانی کے دنوں میں کرنا

حیض ونفاس کی وجہ سے اگر عورت طواف زیارت کوقربانی کے دنوں سے مؤخر کرے تو دم واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح بیماری کی وجہ سے مؤخر کیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

6-طواف وداع

حیض ونفاس کی وجہ سے طواف وداع کوترک کرنے پر دم واجب نہیں۔

III-جن کے ترک پر ہر حال میں دم واجب ہوتا ہے خواہ عذر ہو یا نہ ہو

مذکورہ بالا بیس میں سے یہ باقی تیرہ واجبات ہیں۔

حج بدل کے دو مسئلے

1-حج بدل کس سے کرائے

i- حج بدل مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو عورت حج بدل کر سکتی ہے جب کہ اس کا محرم یا شوہر ساتھ ہو البتہ مرد سے حج بدل کرانا افضل ہے۔

ii- ایسے شخص سے حج بدل کرانا افضل ہے جو باعمل عالم ہو اور حج کے مسائل سے خوب واقف ہو۔

3- جس شخص نے فرض ہونے کے باوجود ابھی اپنا حج نہ کیا ہو اس سے حج بدل کرانے سے حج ہو جائے گا لیکن افضل یہ ہے کہ حج بدل کے لئے اس کو کہے جو اپنا فرض حج پہلے کر چکا ہو۔

2- حج بدل میں تمتع کرنا

مامور آمر کی اجازت سے تمتع بھی کر سکتا ہے۔ بعض علماء نے تمتع کرنے کو ناجائز کہا ہے لیکن آج کل افراد کرنے میں بہت دشواری ہے کیونکہ اول تو لوگوں میں مشقت کا تحمل نہیں ہے اور دوسرے سفر کی تاریخ بھی اپنی مرضی سے طے نہیں کر سکتے اس لئے جواز کا قول بہت غنیمت ہے۔

تمتع کی صورت میں دم شکر خود مامور پر واجب ہوگا۔ اگر آمر خوشی سے دم شکر کی قیمت اپنے پاس سے دے دے تو جائز ہے۔ موجودہ زمانہ میں عرفا آمر کی طرف سے تمتع کرنے کی اور دم شکر دینے کی اجازت ہوتی ہے اس لئے صریح اجازت لینا ضروری نہیں پھر بھی صریح اجازت حاصل کر لینا بہتر ہے۔

منی کے بجائے مزدلفہ میں قیام

آٹھویں ذوالحجہ کی ظہر سے لے کرنویں کی فجر تک کی پانچ نمازیں منی میں ادا کرنا اورنویں کی رات کا اکثر حصہ منی میں گزارنا سنت ہے۔ آٹھویں ذوالحجہ کے زوال سےنویں کی فجر تک کے باقی اوقات منی میں گزارنا مستحب ہے۔

دسویں اور بعد کے ایام منی میں گزارنا مستحب ہےاوران کی راتیں منی میں گزارنا سنت ہے بلا عذر جان بوجھ کرکہیں اوررات گزارنا مکروہ ہےلیکن اس پر کچھ جزانہیں آتی۔

لہٰذا سعودی حکومت کا جگہ کی تنگی کے باعث بعض حجاج کومزدلفہ میں ٹھہرانا جائز ہے۔ البتہ ان میں سے کوئی ہمت کرے اورمنی کی حدود میں جا کر وقت گزار سکےتو زیادہ ثواب کی بات ہے کہ سنت واستحباب پربھی عمل ہوجائے گا۔

فكل من الخروج يوم التروية الى منى و اداء الصلوة الخمس بها و المبيت بها اكثر الليلة سنة. و اما الاقامة بها بعد الزوال الى صبيحة عرفة فمندوبة (غنية الناسک ص 78)

واذا صلى الظهر (يوم الاضحية يستحب ان يقيم بمنى فى هذا اليوم و ما بعده ...... ويسن ان يبيت بمنى ليالى ايام الرمى. فلو بات بغيرها متعمدا كره ولا شئ عليه. (غنية الناسک ص 95)

منی اور مزدلفہ مکہ مکرمہ کا حصہ نہیں اس سے باہر ویرانہ ہے

مزدلفہ ہمیشہ سے ویرانہ رہا ہے اور اب بھی جنگل و ویرانہ ہے۔ جہاں تک منی کا تعلق ہے پہلے کسی زمانہ میں وہاں مستقل آبادی ہوا کرتی تھی اور اس کی حیثیت گاؤں کی تھی لیکن موجودہ دور میں منی آبادی سے بالکل خالی ہے۔ اس میں نہ مکان ہیں نہ گلی محلے ہیں اور نہ ہی آبادی ہے۔ لہٰذا وہ بھی جنگل و ویرانہ ہے۔ بعض جگہوں سے مکہ مکرمہ کی آبادی منی اور مزدلفہ کے کناروں تک پہنچ گئی ہے اس وجہ سے بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ منی اور مزدلفہ بھی اب مکہ مکرمہ کے ساتھ مل کر مکہ مکرمہ کے محلے بن گئے ہیں۔ ان حضرات کو یہ غلط فہمی اس بنیاد پر ہوئی ہے کہ منی میں کسی وقت آبادی ہوا کرتی تھی اور وہ ایک گاؤں تھا۔ شہر کی آبادی بڑھ کر گاؤں تک پہنچ جائے تو ظاہر ہے کہ گاؤں بھی اس شہر کا تسلسل ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ حضرات اس بات کو نظر انداز کر گئے کہ منی اور مزدلفہ میں اب بہت عرصہ سے کوئی آبادی نہیں ہے اور یہ دونوں جنگل و ویرانے ہیں اور شہر کی آبادی جنگل میں ایک حد سے آگے بڑھ کر دوسری حد تک پہنچ جائے تو باقی میں جنگل کی حیثیت ختم نہیں ہو جاتی۔

غرض یہ جگہیں نہ تو مکہ مکرمہ کے محلے ہیں اور نہ ہی مکہ مکرمہ کی آبادی کی ضرورتیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں مثلاً یہ کہ یہاں مکہ مکرمہ کا قبرستان ہوتا یا عید

گاہ یا جنازہ گاہ ہوتی یا کوئی رائفل رینج ہوتی یا گھوڑوں کو سدھانے وغیرہ کی جگہ ہوتی۔غرض منی اور مزدلفہ نہ تو مکہ مکرمہ کے شہر کا حصہ ہے اور نہ ہی اس کا فنا ہیں۔

جو لوگ منی و مزدلفہ کو مکہ مکرمہ کا حصہ کہتے ہیں ان کی چند اور دلیلوں کا جواب یہ ہے

1- مکہ مکرمہ کے لوگ چھٹی کے دنوں میں رات کے وقت منی میں پکنک مناتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ پکنک منانا ضروریات میں شامل نہیں ہے بلکہ محض آسائش وسہولت کی بات ہے۔ردالمحتار میں ہے **بخلاف البساتین ولو متصلة بالبناء لانها لیست من البلدة ولو سکنها اهل البلدة فی جمیع السنة او بعضها** یعنی باغات اگر چہ شہر کی عمارتوں کے ساتھ متصل ہوں پھر بھی وہ شہر کا حصہ نہیں ہیں اگر چہ شہر والے پورے سال یا سال کے کچھ حصہ میں ان میں رہتے ہوں۔

یہ حوالہ اس بارے میں صریح ہے کہ شہر سے متصل باغوں میں اہل شہر جا کر پکنک منائیں یا بسیرا کریں تب بھی وہ شہر کی فناء میں شامل نہیں ہوتے۔

2- منی اور مکہ مکرمہ کی بلدیہ ایک ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ بلدیہ ایک انتظامی ادارہ ہوتا ہے جس کے ذمہ علاقہ کی دیکھ بھال اور صفائی ستھرائی ہوتی ہے۔ایک ادارہ کو شہر سے باہر کا صحرا اور جنگل بھی دیکھ بھال کے لئے دے دیا جائے تو اس سے صحرا اور جنگل کی شرعی حقیقت نہیں بدلتی اور اس طرح شرعی حکم

میں بھی کچھ تبدیلی نہ ہوگی۔

3- منی کا بڑا ہسپتال سال بھر اپنی خدمات انجام دیتا رہتا ہے۔ نیز رابطہ عالم اسلامی کا دفتر بھی کھلا رہتا ہے اور شاہی محل بھی آباد رہتا ہے۔اس کے جواب یہ ہیں۔

منی میں موجود جنرل ہسپتال کے بارے میں یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ پورے سال اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تب بھی مندرجہ ذیل وجوہ سے منی فناء نہیں بنتا۔

i- محض ایک عمارت سے پورے منی کو فناء قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ii- یہ کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے لئے شہر کے اندرونی علاقوں کو چھوڑ کر باہر کے علاقوں کی ضرورت ہو۔شہر کے اندر اور بہت سے ہسپتالوں کے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ کی آبادی کا منی کے ہسپتال سے فائدہ اٹھانا ان کے اعتبار سے سہولت ہے، حاجت وضرورت نہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کے دفتر کا وہاں ہونا کسی انتظامی سہولت کی وجہ سے ہوگا ورنہ نہ تو اہل مکہ کی ضرورت وحاجت کا اس سے کچھ تعلق ہے اور نہ ہی خاص منی میں اس دفتر کی تعمیر کی کوئی مجبوری ہے۔ ہاں حج کے دنوں میں اس ادارہ کے مہمانوں کی سہولت کے لئے اس دفتر کا وہاں ہونا سمجھ میں آتا ہے۔

رہا شاہی محل تو وہ منیٰ کی حدود کے ساتھ ساتھ بنا ہوا ہے۔ وہاں عام طور

سے محافظ اور دیگر عملہ رہتا ہے اور شاہی محل کا وہاں ہونا اہل مکہ کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں، محض حکمرانوں کی آسائش ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ منی اور مزدلفہ نہ تو مکہ مکرمہ کے شہر کا حصہ ہیں اور نہ اس کا فناء ہیں تو مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں:

1- جو شخص سیدھا اپنے ملک سے یا مدینہ منورہ سے واپس آ کر مکہ مکرمہ ایسے وقت میں پہنچا کہ آٹھویں ذوالحجہ آنے میں پندرہ دن سے کم ہوں تو یہ شخص مکہ مکرمہ میں مسافر ہو گا اور منی و عرفات سے واپسی تک نماز قصر کرے گا اور اس پر عید کی قربانی بھی نہ ہو گی۔

2- جو شخص سیدھا اپنے ملک سے یا مدینہ منورہ سے واپس آ کر مکہ مکرمہ میں ایسے وقت میں پہنچا کہ آٹھویں ذوالحجہ آنے میں پندرہ دن یا زیادہ ہوں تو یہ شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گا اور نماز پوری پڑھے گا اور حج کی قربانی کے علاوہ عید کی قربانی بھی دے گا۔

بلکہ منی و عرفات سے واپسی کے بعد بھی جب تک مکہ مکرمہ میں رہے گا نماز پوری پڑھے گا۔

3- منیٰ میں جمعہ بھی جائز نہیں ہے۔

نماز کے مسائل

ہوائی جہاز میں نماز

عمرہ اور حج کے لئے جاتے ہوئے اکثر ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پیش آتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاوی ص 395 ج 1 میں اس کو جانور پر نماز پڑھنے کے ساتھ ملحق سمجھا ہے اور اس کو جائز بتایا ہے۔ ان کی یہ بات قابل فہم ہے۔ لہذا نماز قضا کرنے کے بجائے وقت پر جہاز ہی میں نماز پڑھ لیں۔

اول تو جہاز میں کچھ پانی ہوتا ہے لہذا اعضاء کو کم از کم ایک دفعہ دھو کر وضو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ہوائی جہاز میں پانی جلد ختم ہو جاتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ساتھ کوئی پتلا سا پتھر رکھ لے اور ضرورت پڑنے پر اس پر ہاتھ پھیر کر تیمّم کر لے۔

پھر جہاز میں کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور چونکہ عام طور سے جھٹکے بھی نہیں لگتے لہذا کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

جہاز کے عملہ سے قبلہ کا رخ معلوم کر کے قبلہ کی طرف رخ کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی نہ بتائے تو خود غور و فکر کر کے قبلہ کے رخ کا اندازہ کر کے اس طرف کو نماز پڑھیں۔

عورتوں کا مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جا کر با جماعت نماز پڑھنا

مسجد حرام میں اور مسجد نبوی میں نماز کی جو فضیلت ہے وہ صرف حج و عمرہ کرنے والوں کے لئے نہیں ہے بلکہ مقامی اور غیر مقامی سب لوگوں کے لئے پورے سال میں ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے دور کے لوگوں کے لئے بھی تھی۔ لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں میرے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کا زمانہ تو انتہائی نیکی اور پرہیز گاری کا تھا۔

عَنْ اُمِّ حُمَیْدٍ اِمْرَأَۃِ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ اَنَّھَا جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلَاۃَ مَعَکَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلَاۃَ مَعِیْ وَ صَلَاتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ وَ صَلَاتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ دَارِکِ وَ صَلَاتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَ صَلَاتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ مَسْجِدِیْ قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِیَ لَھَا مَسْجِدٌ فِیْ اَقْصٰی شَیْءٍ مِنْ بَیْتِھَا وَ اَظْلَمِہٖ وَ کَانَتْ تُصَلِّیْ فِیْہِ حَتّٰی لَقِیَتِ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ. (احمد)

حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی اہلیہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے ساتھ (یعنی آپ کے پیچھے مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو مجھے

معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے لیکن (عورتوں کے اعتبار سے ضابطہ یہ ہے کہ) تمہارے کمرے (بلکہ کوٹھری) میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہاری اس نماز سے جو تمہارے حجرہ (یعنی چار دیواری والے صحن) میں ہو۔اور تمہارے حجرہ میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز سے اور تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز سے اور تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز بہتر ہے (یہاں آ کر) میری مسجد میں تمہاری نماز سے۔اس پر ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے لئے گھر کے سب سے اندر اور سب سے تاریک حصہ میں نماز کی جگہ بنائی گئی اور وہ اپنی وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

پھر نبی ﷺ کے بعد جب حالات میں تغیر آیا تو حضرت عائشہؓ نے وہ تغیر دیکھ کر فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهٗ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ. (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ وہ کچھ (بے احتیاطیاں اور بے پردگیاں اور فتنے) دیکھ لیتے جو آپ کے بعد عورتوں نے ایجاد کر لئے ہیں تو ان کو مسجد (میں حاضری) سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو (مسجد میں حاضری) سے منع کر دیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے کہی جب کہ ایمان و عمل کا معیار اونچا تھا۔اب جب کہ بگاڑ بہت ہی بڑھ گیا ہے بلکہ بگاڑ ہی بگاڑ ہے تو اس حکم کی تاکید بھی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔اس لئے اگرچہ حج وعمرہ پر جانے والی عورتوں کو اپنی نمازیں مسجد حرام اور مسجد نبوی میں پڑھنے کا شدید شوق ہوتا ہے لیکن ان کو دین کی ہدایات پر عمل کرنے کو اپنے شوق پر ترجیح دینی چاہیئے اور اپنی رہائش میں وہ جو نماز پڑھیں گی اس نماز کی فضیلت زیادہ ہوگی اس نماز سے جو وہ مسجد میں جاکر باجماعت پڑھیں گی بلکہ موجودہ دور میں محض نماز کے لئے مسجد جانے میں گناہ بھی ہے کیونکہ جس کام کو صحابہ نے چھوڑ دیا اب ہمارا اس کو کرنا اچھی بات نہیں۔

لہٰذا عورتیں مکہ مکرمہ میں ہوں یا مدینہ منورہ میں خاص نماز پڑھنے کے لئے نہ نکلیں۔البتہ طواف یا سلام کے لئے جائیں اور نماز کا وقت ہوجائے تو عورتوں کے مخصوص حصہ میں نماز پڑھ سکتی ہیں۔

عورتوں کا مردوں کی صف میں کھڑے ہوکر یا ان سے آگے ہوکر باجماعت نماز پڑھنا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں صف باندھنے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان ترتیب واجب ہے لہٰذا عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مردوں

سے پیچھے کھڑی ہوں اور اس کے لئے خود مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں کو پیچھے کریں۔

عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَخِّرُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَّرَھُنَّ اللّٰہُ. (عبدالرزاق)

ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ عورتوں کو جہاں اللہ نے پیچھے رکھا ہے وہیں تم ان کو پیچھے رکھو (یعنی نماز میں عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرو کہ اللہ نے ان کے لئے یہی ترتیب بنائی ہے)۔

باجماعت نماز میں اگر عورت کسی مرد کے ساتھ آ کر کھڑی ہو جائے خواہ وہ مرد اس کا رشتہ دار بلکہ شوہر ہی ہو تو چونکہ مرد کو حکم ہے کہ عورت کو پیچھے کرے لہٰذا اگر کوئی مرد اس پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو نماز کو شروع کرنے سے پہلے عورت کو پیچھے جانے کا کہے اور اگر وہ نماز شروع کرنے کے بعد ساتھ آ کر کھڑی ہوئی ہو تو نہ اس کو پیچھے ہونے کا اشارہ کرے تو مرد واجب کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا اثر یہ ہوتا ہے۔

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَۃُ اِلٰی جَانِبِ الرَّجُلِ وَ کَانَا فِیْ صَلَاۃٍ وَاحِدَۃٍ فَسَدَتْ صَلَاتُہٗ. (کتاب الآثار لمحمد)

جب عورت مرد کی جانب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور دونوں کی نماز

ایک ہی ہو (اور مرد نے عورت کو پیچھے جانے کا نہ کہا ہو) تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

البتہ اگر مرد و عورت کے بیچ میں کچھ فاصلہ ہو یا کوئی پردہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے **فَاِنْ تَسْتُرُ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهَا ثَوْبًا ثُمَّ تُصَلِّیُ بِحِذَائِکَ اِنْ شَئْتَ.** (اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان کوئی کپڑے کا پردہ ڈال لو پھر اگر تم چاہو تو وہ تمہارے محاذی کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے۔

اس لئے عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد حرام کے اندر یا باہر صحن میں نماز پڑھتے ہوئے نہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہوں اور نہ ان سے آگے کھڑی ہوں اور مردوں کو بھی چاہئے کہ اگر عورتیں ساتھ کھڑی ہونے لگیں تو ان کی زبان سے یا اشارہ سے منع کریں۔ اگر عورتیں پھر بھی نہ مانیں تو وہ جانیں اس سے کم از کم مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ لیکن اب حالات اتنے بدل گئے ہیں کہ بڑی اکثریت ان مسائل کو کچھ اہمیت ہی نہیں دیتی۔ علاوہ ازیں امام شافعی رحمہ اللہ جو کہ اہلسنت کے بڑے مجتہد اور امام ہیں ان کے نزدیک بھی اگرچہ مردوں اور عورتوں کے کھڑے ہونے میں ترتیب واجب ہے لیکن عورت کے مردوں کے ساتھ کھڑے ہونے سے یا مردوں سے آگے کھڑے ہونے سے نہ عورت کی نماز ٹوٹتی ہے اور نہ مردوں کی نماز ٹوٹتی ہے۔

وان وقفت فی صف الرجل کره ولم تبطل صلاتها و لا صلاة

من يليها و هذا مذهب الشافعي وقال ابوبكر تبطل صلاة من يليها و من خلفها دونها و هذا قول ابی حنيفة لانه منهی عن الوقوف الی جانبها اشبه ما لووقف بين يدی الامام. ولنا انها لو وقفت فی غير صلاة لم تبطل صلاته فكذلک فی الصلاة وقد ثبت ان عائشة رضی الله عنها كانت تعترض بين يدی رسول الله ﷺ نائمة و هو يصلی. (المغنی لابن قدامه ص 132 ج 2)

اس لئے ان کے مسائل پر چلنے والے اس معاملہ میں گنجائش سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حج کے موقع پر اور عمرہ کے رش کے موقع پر ہم کو اگر صحن میں پیچھے نماز پڑھنے کو ملے تو یا تو عورتوں کے پیچھے نماز پڑھیں یا پھر جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔ مسجد حرام کی جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنا چونکہ بڑی محرومی ہے اس لئے ہم لوگ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو لے کر عورتوں کے پیچھے ہی نماز پڑھ لیں اور نماز نہ ہونے کا اندیشہ نہ کریں۔ البتہ کوشش کریں کہ نماز کے لئے جلدی پہنچیں تا کہ صحیح جگہ پر نماز پڑھیں اور ہماری عورتوں کو بھی چاہئے کہ اگر ان کو عورتوں کے حصہ میں نماز نہ ملے تو وہ مسجد کے کسی اور حصہ میں یا صحن میں کھڑی نہ ہوں بلکہ یا تو پیچھے جا کر یا اپنے کمرے میں جا کر نماز پڑھیں۔

شروع رمضان میں مکہ مکرمہ جانے والے یا آخر رمضان

مکہ مکرمہ سے آنے والے کے لئے روزے کا حکم

مکہ مکرمہ میں پاکستان سے ایک یا دو روز پہلے چاند دکھائی دیتا ہے۔

1- جو شخص رمضان شروع ہونے سے پہلے عمرہ کے لئے گیا پھر عمرہ کر کے رمضان میں عید سے پہلے پاکستان واپس آئے وہ اب پاکستان والوں کے مطابق روزے رکھے اور عید کرے خواہ اس کے کل اکتیس روزے ہی بن جائیں۔

2- جو شخص رمضان شروع ہونے کے بعد عمرہ کے لئے پاکستان سے مکہ مکرمہ جائے اور وہاں رمضان کے روزے ایک دن پہلے شروع ہو چکے ہوں اور یہ شخص اگر عید کر کے واپس آئے تو یہ شخص مکہ مکرمہ والوں کے ساتھ عید کر لے اور بعد میں ایک روزے کی قضا کرے۔

3- جس شخص نے پورا رمضان سعودیہ میں گزارا اور عید کے دن وہ واپس پاکستان آیا جہاں آخری روزے کا دن ہو تو یہ شخص اگرچہ روزہ سے نہیں ہوگا لیکن اس کو اگر کوئی بہت مجبوری نہ ہو تو روزہ داروں کی طرح بغیر کھائے پیئے دن گزارنا ہوگا۔

4- جو شخص رمضان شروع ہونے کے بعد سعودیہ گیا اور پھر عید ہونے سے پہلے پاکستان واپس آ گیا تو اس کے لئے کوئی خلاف معمول حکم نہیں ہے۔

عمرہ ادا کرنے میں حکومتی رکاوٹ

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص جو حج کے بعد مدینہ منورہ گیا ہو جدہ جاتے ہوئے یہ پروگرام بنا لیتا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے ہوتا ہوا جدہ جائے اور مکہ مکرمہ میں ایک اور عمرہ کی سعادت حاصل کرے۔ اس لئے وہ ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے لیکن آگے کسی چیک پوسٹ پر اس کو روک لیا جاتا ہے اور مکہ مکرمہ جانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں ملتی۔ ایسی صورت میں احرام سے نکلنے کے لئے وہ شخص کسی سے طے کر لے کہ وہ حرم میں اس کی طرف سے قربانی کر دے۔ اور قربانی کا وقت اور تاریخ طے کر لے۔ جب وہ وقت پورا ہو جائے تو یہ احرام کھول دے۔ جب تک جانور ذبح نہ ہو احرام نہ کھولے خواہ احرام میں واپس اپنے ملک آنا پڑے۔ اس احرام کو کھولنے کے لئے بال کتروانا یا سر مونڈوانا شرط نہیں ہے اس شخص کو بعد میں کسی بھی وقت میں عمرہ کی قضا کرنی ہو گی۔

مدینہ منورہ کی زیارت کے چند مسائل

مدینہ منورہ میں دو مہتم بالشان مقام ہیں ایک تو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور دوسرے مسجد نبوی۔ دونوں کا قصد کرنا شرعاً مطلوب و مقصود ہے لہٰذا اگر حج یا عمرہ پر جانے والا مدینہ منورہ جاتے ہوئے اگر سفر میں ان دونوں کا قصد

کرے تو یہ بھی درست ہے اور اگر تنہا رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت کرے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسجد نبوی کا قصد کر کے سفر کرنا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (زیادہ ثواب کی امید میں سواریوں کے) کجاوے نہ کسے جائیں اور سفر نہ کیا جائے مگر صرف تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد (کہ ان میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے اس لئے ان کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا

i- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس (مسلمان) نے (مجھے اللہ کا رسول سمجھتے ہوئے اور میری اطاعت کو اپنے اوپر واجب سمجھتے ہوئے) میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

نوٹ: یہ حدیث مقبول حدیثوں میں سے ہے اور حسن ہے بلکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب نیل الاوطار میں ذکر کیا کہ بعض بڑے محدثین مثلاً ابن سکن اور عبدالحق اور تقی الدین سبکی رحمہم اللہ اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

ii- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَایَهُمُّهٗ إِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ أَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا. (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (بھی کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ کا رہنے والا ہو) میری زیارت کے لئے آیا اور اس کا مقصد صرف میری زیارت ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کے لئے شفاعت کروں۔

نوٹ: (1) ابن سکن نے اس حدیث کو بھی صحیح میں شمار کیا ہے اور علامہ عراقی رحمہ اللہ نے بھی امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب احیاء علوم الدین کی شرح میں لکھا ہے کہ ابن سکن نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(2) رہی یہ بات کہ حدیث میں وفات کے بعد زیارت کا ذکر نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ حَاطِبٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. (دارقطنی)

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

نوٹ: علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو جید کہا ہے۔

iii- نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنا۔

ان بلالا رای النبی ﷺ فی منامه و هو یقول ما هذه الجفوة یا بلال ما آن لک ان تزورنا فانتبه خزینا فرکب الی المدینة فاتی قبر النبی ﷺ وجعل یبکی و یتمرغ علیه فاقبل الحسن و الحسین فجعل یقبلهما و یضمهما فقالا له نشتهی ان تؤذن فی السحرة فعلا سطح المسجد فلما قال الله اکبر الله اکبر ارتجت المدینة فلما قال اشهد ان لا إله الا الله زادت رجتها فلما قال اشهد ان محمدا رسول الله خرج النساء من خدورهن فما رؤی یوم اکثر باکیا و باکیة من ذلک الیوم (الاسد لغابه فی معرفة الصحابه لابن الاثیر)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اپنی باقی زندگی جہاد میں گزاریں اس لئے جہاد میں نکل گئے۔ ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے۔ ایک مرتبہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا اے بلال یہ کیا ظلم ہے۔ کیا ابھی تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کو آؤ۔ آنکھ کھلی تو غمگین تھے۔ سواری پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور نبی ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری دی اور غم کی وجہ سے روتے اور

تڑپتے رہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے تو ان کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اور ان کو پیار کرتے رہے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ فجر کے وقت اذان کہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کی فرمائش قبول کی اور وہ اذان کہنے کے لئے مسجد کی چھت پر چڑھے۔ جب الله اکبر الله اکبر کہا تو مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا جب اشھدان لا اله الا الله کہا تو کہرام میں اور اضافہ ہوگیا اور جب اشھد ان محمداً رسول الله کہا تو عورتیں تک روتی ہوئی اپنے گھروں سے نکل آئیں۔ اس دن سے زیادہ پھر کسی دن اتنے رونے والوں اور رونے والیوں کو نہیں دیکھا گیا۔

بعض حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی نیت سے سفر کو منع کرتے ہیں اور اپنی بات کی دلیل میں یہ حدیث ذکر کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔

لیکن یہ حدیث اس مسئلہ کی دلیل نہیں کیونکہ جب تین مسجدوں کے لئے سفر کرنے کو ممانعت سے مستثنیٰ کیا تو معلوم ہوا کہ ممانعت مسجدوں کی طرف سفر

کرنے کے بارے میں ہے یعنی کوئی زیادہ ثواب کی نیت سے سفر کرے تو صرف تین مسجدوں (مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کی طرف سفر کر سکتا ہے باقی مساجد کی طرف یہ خیال کر کے سفر کرنا کہ زیادہ ثواب ملے گا صحیح نہیں۔ اس مطلب کے بجائے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ سوائے ان تین مساجد کے کسی طرف سفر کرنا ہی جائز نہیں تو مطلب صحیح نہیں رہتا کیونکہ بہت سے کاموں کے لئے مثلاً تعلیم، تجارت، ملازمت اور علاج معالجہ وغیرہ کے لئے سفر بلا شبہ جائز ہے۔

جب قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو تو دعا کس رخ پر کرے

اخُبرنا مالک اخبرنا عبدالله بن دینار اَنَّ ابُنَ عُمَرَ کَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَراً أَوُ قَدِمَ مِنُ سَفَرٍ جَاءَ قَبُرَ النَّبِیِّ ﷺ فَصَلّٰی عَلَیُهِ وَدَعَا ثُمَّ انُصَرَفَ. (موطا امام محمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر پر جانے لگتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی ﷺ کی قبر مبارک پر آتے اور آپ پر درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس مڑتے۔

نبی ﷺ نے دفن کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی۔

عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ مَسُعُوُدٍ قَالَ وَاللّٰهِ لَکَأَنِّیُ أَرٰی رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ فِیُ غَزُوَةِ تَبُوُکٍ وَهُوَ فِیُ قَبُرِ عَبُدِ اللّٰهِ ذِی الُبَجَا دَیُنِ...... فَلَمَّا فَرَغَ مِنُ دَفُنِهٖ اِسُتَقُبَلَ الُقِبُلَةَ رَافِعًا یَدَیُهِ یَقُوُلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیُ اَمُسَیُتُ عَنُهُ رَاضِیًا

فَارْضَ عَنْهُ (صحیح ابی عوانه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے نکلے ہوئے ہیں اور عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں ان کی تدفین کے لئے کھڑے ہیں...... پھر جب ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہوئے اور دعا کی کہ اے اللہ میں آج رات تک ان سے راضی رہا آپ بھی ان سے راضی ہو جائیے۔

لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر دعا کرتے ہوئے کس طرف رخ کریں اس بارے میں کوئی واضح ہدایت موجود نہیں۔ اس لئے عمل میں اختلاف ہوا اور دونوں طرح درست ہے۔

i- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دوسروں کی قبر پر کیا اسی کے مطابق آپ کی قبر مبارک پر کیا جائے اور صلاۃ وسلام پڑھنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے۔

ii- امام مالک رحمہ اللہ نے اس پہلو کو سامنے رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعاؤں کے لئے وسیلہ ہیں اور وسیلہ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اس لئے جب عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے پوچھا۔

یا اباعبداللہ استقبل و ادعو ام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لم تصرف وجھک عنه و ھو و سیلنک و وسیلة ابیک آدم علیه السلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیامة بل استقبله و استشفع به فیشفعک

اللہ. قال اللہ تعالی و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک...... (الشفاء لقاضی العیاض)

اے ابو عبداللہ میں قبلہ رخ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی رخ کیئے رکھوں۔ امام مالک نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اپنا رخ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے والد آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے یہاں وسیلہ ہوں گے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رخ رکھو اور آپ سے شفاعت طلب کرو اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ** یعنی اگر یہ لوگ جب اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں اور آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کریں تو وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا پائیں گے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف رخ کر کے صلوٰۃ وسلام بھی پیش کرے اور دعا بھی کرے تو جائز ہے لیکن پھر دعا میں ہاتھ نہ اٹھائے۔

قبر مبارک پر ہم جو صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں

موت کا مطلب ہے کہ قیامت تک کے لئے روح کو بدن سے نکال لیا

جاتا ہے۔کسی کی بھی روح فنا نہیں ہوتی بلکہ اس کو اس کے مناسب حال ٹھکانا دے دیا جاتا ہے۔جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو روح کا اس کے ٹھکانے میں رہتے ہوئے میت کے مادی جسم کے ساتھ ایک تعلق قائم کر دیا جاتا ہے تاکہ راحت وعذاب کا شعور ہو سکے کیونکہ شعور کے بغیر راحت وعذاب بے معنی رہتے ہیں اور شعور صرف روح کو حاصل ہوتا ہے۔

روح کا جسم مادی کے ساتھ قائم کیا جانے والا تعلق متفاوت ہوتا ہے۔عام اموات میں جتنا تعلق ہوتا ہے شہداء میں یہ تعلق قوی تر ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے فی سبیل اللہ شہید ہونے والوں کے جسم بہت مدت تک باقی رہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں یہ تعلق تو شہداء سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے اجسام مبارکہ بالکل محفوظ رہتے ہیں اور ان سے بعض افعال مثلاً نماز پڑھنا صادر ہوتا ہے۔

قبر میں مادی جسم پر جو حالات گزرتے ہیں ان کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے اس لئے مادی اور حسی دنیا میں اگر ہم ان کی قبر کھول کر دیکھیں تو ہمیں یہ حالات اور افعال ہوتے نظر نہ آئیں لیکن ہمارے حواس سے ماوراء اور ہمارے عالم مادی سے علیحدہ عالم برزخ میں بہرحال یہ واقع ہوتے ہیں۔

عَنْ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ...... اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ

صَلاتُنا عَلَیکَ وَقَدْ أَرِمْتَ...... فَقَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ. (ابوداؤد)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے درود آپ پر کیسے پیش کیئے جائیں گے حالانکہ آپ تو (اپنی قبر میں) ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے اجسام (کھانے اور بوسیدہ کرنے) کو حرام کردیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ. (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

روح مبارکہ کے اعلیٰ مقام پر ہونے کے باوجود جسم مبارک کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حدیث کے مطابق یہ دو اثر ظاہر ہوئے۔ ایک جسم کا محفوظ رہنا اور دوسرے نماز پڑھنا۔ اسی طرح حدیث میں ایک تیسرا اثر بھی مذکور ہے۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُبْلِغْتُہٗ. (بیھقی فی شعب الایمان).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری قبر کے

پاس درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے (فرشتوں کے واسطہ سے) بتلا دیا جاتا ہے۔

یہ سننا مادی حواس پر موقوف نہیں ہے کیونکہ جو بھی صلاۃ وسلام پڑھے خواہ کتنا ہی چیخ کر پڑھے مادی اعتبار سے اس کی آواز تو قبر کے اندر نہیں جاسکتی جب کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے گرد تو مضبوط دیوار بھی حائل ہے۔ لہٰذا یہ سننا اگرچہ جسم مبارک کے واسطہ سے ہوتا ہے لیکن یہ برزخی ہوتا ہے اور عام مادی ضابطوں کے ماوراء ہوتا ہے جس کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ أَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ إِلَّا رَدَ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی أَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ (ابو داؤد و الافظ لاحمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی میری قبر پر آکر مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں (یعنی میری روح کا میرے جسم سے جو تعلق قائم کیا جائے گا وہ تعلق کام کرے گا اور میں اس کو سن لوں گا) یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ قبر مبارک پر حاضری دینے والے کو جان لیتے ہیں

کیونکہ بہت سی حدیثوں میں ذکر ہے کہ عام مسلمان کی قبر تک پر جب کوئی واقف آ کر سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيْهِ الْمُوْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهٗ وَ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (ابن عبدالله)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا بھی اس کو پہچانتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے۔

ان جیسی حدیثوں کی وجہ سے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم میں لکھتے ہیں:

ان الشهداء بل كل المومنين اذا زارهم المسلم وسلم عليهم عرفو به وردوا عليه السلام

شہدا بلکہ تمام مسلمانوں کی (قبروں کی) زیارت کے لئے جب کوئی مسلمان جاتا ہے تو وہ اس کو پہچانتے ہیں اور اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اور مسلمان تو رسول اللہ ﷺ کو پہچانتا ہی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس پہچان کے ساتھ آپ پر صلاۃ وسلام پڑھتا ہے تو مذکورہ بالا حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ بھی جس طرح سے بھی اللہ کے ہاں مقرر ہے اس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ

فہم دین کورس

کیا ہے ؟

یہ دنیوی تعلیم یافتہ حضرات کے لئے اسلامیات کا ایک مکمل و مستند کورس ہے جسے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد نے ترتیب دیا ہے۔ آپ محض ایک گھنٹہ روز دیجئے تو ہفتہ وار ایک ناغہ کے ساتھ سال سوا سال میں آسانی کے ساتھ مکمل کر سکتے ہیں۔ اپنے علاقہ اور محلّہ کے کسی اچھے عالم سے مدد لیجئے۔

یہ کورس مندرجہ ذیل دو درجوں میں ہے درجہ عام (O` Level) ان کتابوں پر مشتمل ہے۔

1- اسلامی عقائد 2- اصول دین

3- مسائل بہشتی زیور (مکمل دو حصوں میں)

درجہ اعلیٰ (A` level) کی یہ کتابیں ہیں

1- تفسیر فہم قرآن (3 جلدوں میں 16 پارے مکمل)

2- فہم حدیث (3 جلدوں میں)۔